قرض معاف کرنے کے بعد دوبارہ مطالبہ کرنا کیسا؟

دار الافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ میں نے اپنے ایک دوست کو کچھ رقم قرض دی تھی۔ بعد میں ایک موقع پر میں نے اس سے کہا : "مجھے پیسوں کی ضرورت نہیں، میں نے اپنا قرض معاف کردیا"، اور اس وقت میرے دوست نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اب کچھ عرصے بعد مجھے پیسوں کی اشد ضرورت ہے، تو کیا شرعاً میرے لیے دوبارہ اس قرض کا مطالبہ کرنا جائز ہے؟ اور اگر میں مطالبہ نہ کروں اور وہ خود رقم واپس کردے، تو کیا ایسی صورت میں میرے لیے وہ رقم لینا جائز ہوگا؟ برائے کرم شرعی رہنمائی فرمائیں۔

جواب

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

پوچھی گئی صورت میں شرعاً قرض معاف ہوچکا ہے، لہٰذا دوبارہ اس کا مطالبہ کرنا جائز نہیں، ہاں اگر آپ کا دوست پھر بھی بطور تبرع (نیکی کے طور پر) رقم دینا چاہے، تو آپ کے لئے وہ رقم لینا جائز ہے۔

البتہ اگر قرائن وغیرہ کی رُو سے ظاہر ہوجائے کہ وہ رقم کی ادائیگی اس گمان میں کررہا ہے کہ قرض اب بھی اس کے ذمہ باقی ہے، تو آپ پر لازم ہے کہ اُسے بتائیں کہ شرعاً قرض معاف ہوچکا ہے۔ ایسی صورت میں اُسے بتائے بغیر رقم لینا ناجائز ہے اور اگر لے لیا تو واپس کرنا لازم ہوگا۔ ہاں اگر بتانے کے بعد بھی وہ دینے پر راضی رہے، تو اب لینے میں کوئی حرج نہیں، لیکن یہ قرض کی واپسی نہیں ہوگی، بلکہ اس کی طرف سے احسان ہوگا۔

جب قرض خواہ مقروض کو قرض ہبہ یا معاف کردے، تو شرعا قرض معاف ہوجاتا ہے، اس کے نفاذ میں مقروض کے قبول کی حاجت نہیں ہوتی۔ بس اتنا ضروری ہوتا ہے کہ وہ رد نہ کرے۔ فتاوی ہندیہ میں ہے : "هبة الدين ممن عليه الدين وإبراءه يتم من غير قبول من المديون ويرتد برده ذكره عامة المشايخ رحمهم الله تعالى، وهو المختار، كذا في جواهر الأخلاطي "جس پر دین ہو، اسے دین ہبہ کرنا، یونہی دین معاف کردینا مقروض کے قبول کے بغیر

مکمل ہو جاتا ہے، تاہم اگر مقروض رد کرے، تو رد ہو جاتا ہے۔ اسے عامہ مشائخ نے ذکر کیا ہے، یہی مختار ہے، اسی طرح جواہر اخلاطی میں بھی ہے۔ (الفتاوی الھندیۃ، ج04، ص284، دار الفکر)

نہایہ میں ہے: "هو أن في الابراء معنى الاسقاط ومعنى التمليك. أما معنى الاسقاط: فهو: أن الابراء عبارة عن إزالة حق شرعي له متعلق بالغير وكان نظير الطلاق والعتاق وكذلك من حيث الحكم فإن الإبراء لا يتوقف صحته إلى القبول كما في الطلاق والعتاق والعفو عن القصاص. وأما معنى التمليك فيه: فلأن الله تعالى سمى إبراء الدين التصدق في قوله تعالى: ﴿وَاِنْ كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ﴾ و التصدق عبارة عن تمليك المال. وكذلك من حيث الحكم. فإن الابراء يرتد بالرد كما في سائر التمليكات"

معاف کرنے میں اسقاط اور تملیک دونوں کا معنی پایا جاتا ہے۔ معنی اسقاط تو اس طرح کہ ابراء کسی پر لازم اپنے حق کو ختم کر دینا ہے، لہذا یہ طلاق، عتاق وغیرہ کی نظیر ہے، اور من حیث الحکم بھی، کیونکہ اس میں فریق مخالف کی جانب سے قبول کی ضرورت نہیں ہوتی، جیسا کہ طلاق، عتاق اور قصاص میں نہیں ہوتی۔ رہا تملیک کا معنی تو وہ یوں کہ رب ذوالجلال نے قرض کی معافی کو اپنے اس قول میں صدقہ قرار دیا کہ "اور اگر مقروض تنگدست ہو تو اسے آسانی تک مہلت دو اور تمہارا قرض کو صدقہ کر دینا تمہارے لئے سب سے بہتر ہے اگر تم جان لو"۔ اور صدقہ تملیک مال کو کہتے ہیں، لہذا یہ من حیث الحکم بھی اس کی طرح ہوگا، اور رد کر دینے سے رد ہو جائے گا جیسا کہ دیگر تملیکات میں ہوتا ہے۔ (النھایۃ شرح الھدایۃ، ج17، ص194، مرکز الدراسات الإسلامیۃ بکلیۃ الشریعۃ والدراسات الإسلامیۃ بجامعۃ أم القری)

فتاوی رضویہ میں ہے: "ہندہ نے اپنی صحت میں مہر زید کو بخشا تو اس ہبہ کا نفاذ بلاشبہ ہو گیا، اس میں ہندہ کی طرف سے صرف ایجاب کافی تھا بشرطیکہ زید نے اس کو رد نہ کیا ہو۔" (مترجم از فارسی، فتاوی رضویہ، ج19، ص233، رضا فاؤنڈیشن لاھور)

اور رد کرنے کا اختیار بھی ہے اسی مجلس تک ہے، اس کے بعد رد کرنے سے رد نہیں ہوگا۔ در مختار میں ہے: "في الصيرفية لو لم يقبل، ولم يرد حتى افترقا، ثم بعد أيام رد لا يرتد في الصحيح" صیرفیہ میں ہے اگر قبول کیا اور نہ ہی رد، یہاں تک کہ مجلس ختم ہو گئی، پھر کچھ دن بعد رد کیا، تو رد نہیں ہوگا۔ (در مختار مع شامی، ج05، ص728، دار الفکر)

بہار شریعت میں ہے: "مدیون کو دین ہبہ کر دینا ایک وجہ سے تملیک ہے اور ایک وجہ سے اسقاط، لہذا رد کرنے سے رد ہو جائے گا اور چونکہ اسقاط بھی ہے لہذا قبول پر موقوف نہ ہوگا۔۔۔ دائن نے مدیون کو دین ہبہ کر دیا اور اُس وقت نہ اُس نے قبول کیا نہ رد کیا دو تین دن کے بعد آکر اُسے رد کرتا ہے صحیح یہ ہے کہ اب رد نہیں کر سکتا۔" مزید لکھتے ہیں: "دائن کو

خبر ملی کہ مدیون مرگیا اس نے کہا میں نے اپنا دَین معاف کردیا ہبہ کر دیا بعد میں پھر پتا چلا کہ وہ زندہ ہے اُس سے دین کا مطالبہ نہیں کر سکتا کہ معافی بلا شرط تھی۔" (بہار شریعت، ج03، ص99-100، مکتبۃ المدینہ کراچی)

اگر کوئی مسلمان کسی دوسرے شخص کو یہ سمجھ کر کچھ دے کہ دینا مجھ پر لازم ہے لیکن حقیقتا اس پر لازم نہ ہو، اور دوسرا شخص یہ جانتا بھی ہو، تو دوسرے شخص کے لئے اس کا لینا ناجائز و حرام ہے۔ اگر پھر بھی لے لیتا ہے تو اس کی ملک میں داخل نہیں ہوگا اور بہر حال اسے واپس کرنا لازم رہے گا۔

بغیر سبب شرعی کسی مسلمان کا مال لینا جائز نہیں۔ بحر الرائق میں ہے: "لا یجوز لاحد من المسلمین اخذ مال احد بغیر سبب شرعی" کسی مسلمان کے لئے دوسرے کا مال سبب شرعی کے بغیر لینا جائز نہیں۔ (بحر الرائق، ج05، ص44، دار الکتب السلامی)

فتاوی رضویہ میں ہے: "پیر کا اس کے مانگنے پر اس کے معاوضہ میں اور زیورا پنے پاس سے دے دینا اگر اس بنا پر ہو کہ اس نے سمجھا کہ جب دینے والا مجھ سے واپس مانگتا ہے تو شرعا اس کا عوض دینا مجھ پر لازم جب تو یہ دینا محض باطل ہوا مرید کو اس زیور کا لینا حرام ہے، نہ اسے خیرات کر سکتا ہے، نہ اپنے صرف میں لا سکتا ہے، بلکہ اس پر لازم کہ وہ زیور پیر کو واپس دے اور اگر خرچ کر لیا، تو اس کا تاوان دے کر اس تقدیر پر پیر کا یہ زیور دینا ایک غلط فہمی پر مبنی تھا کہ یہاں عوض دینا مجھ پر شرعاً لازم ہے، حالانکہ شرعا ہرگز لزوم نہ تھا، تو یہ زیور کسی عقد شرعی کے ذریعہ سے ملک مرید نہ ہوا اور بدستور ملک پیر پر باقی رہا، اس کا ایسا فہم معتبر نہیں۔" (فتاوی رضویہ، ج19، ص268، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

عقود الدریہ میں ہے: "لو ظن أن علیه دیناً فبان خلافه یرجع بما أدی ولو کان استهلکه رجع ببدله" اگر اپنے اوپر دین لازم سمجھتے ہوئے ادا کرے اور بعد میں اس کے خلاف ظاہر ہو، تو ادا کیے ہوئے دین کو واپس لے سکتا ہے اور اگر لینے والا اسے ہلاک کر چکا تو اس کا بدلے گا۔ (العقود الدریۃ، ج01، ص218، دار المعرفۃ)

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُه اَعْلَم صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر: HAB-0615

تاریخ اجراء: 02 صفر المظفر 1447ھ/28 جولائی 2025ء

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)

www.fatwaqa.com

daruliftaahlesunnat

DaruliftaAhlesunnat

Dar-ul-ifta AhleSunnat

feedback@daruliftaahlesunnat.net